سراج الحق، سابق پرنسپل، کمارخالی کالج، بنگلادیش
طارق ضیاء الرحمٰن سراجی، لکچرار، شعبہ فارسی و اردو، ڈھاکہ یونیورسٹی، بنگلادیش۔

بنگلادیش میں اردو زبان کا چرچا

بنگال (یعنی متحدہ بنگال) میں اردو کوئی انجان اور پردیسی زبان نہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے اس کا سراغ سترہویں صدی کی ابتدا سے ملتا ہے۔ ۱۶۰۸ء میں ڈھاکہ بنگال کا دارالحکومت بنا۔ ساتھ ساتھ ڈھاکہ کی شہرت سارے ہندوستان میں ہوگئی اور ہندوستان کے مختلف علاقوں سے بہت طالعمند اور تجارت پیشہ لوگ یہاں آ کر آباد ہوئے۔ خصوصاً مغلوں کے زمانہ میں جو لوگ یہاں آباد ہوئے تھے ان میں زیادہ تر کشمیر، آگرہ، دہلی اور بہار کے مسلمان تھے جن کی زبان اردو تھی۔ ان میں ترک، پٹھان، مغل سب طبقہ کے لوگ تھے۔

بہرحال اردو زبان و ادب کی ترقی و ترویج میں سرزمین بنگال کی عظیم خدمات تاریخ زبان و ادب میں ستارۂ درخشاں کی طرح نمایاں ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اگلے زمانہ کی طرح فی الحال بنگلادیش میں اردو زبان کا چرچا اس طرح جاری نہیں ہے جس طرح ہونا چاہیئے تھا۔

بنگلادیش جو آج سے اکتیس سال پہلے پاکستان کا ایک صوبہ تھا اور مشرقی پاکستان کے نام سے پکارا جاتا تھا، یہاں اردو زبان کے چرچا کی ایک ہموار زمین تھی، مگر بنگلادیش کی

آزادی کے بعد وہ فضا نہیں رہی جو پہلے سے تھی۔ اسکی ایک وجہ تو یہ بھی ہے کہ اردو دان اکثر لوگ اس خطہ ارض کو الوداع کہہ کر پاکستان چلے گئے۔ لہٰذا اردو دان لوگوں کی آمد ورفت میل ملاپ میں کمی آ گئی۔ اسکے علاوہ کچھ لوگ اس زبان کو پردیسی زبان سے تعبیر کرتے ہوئے اسکو حقارت سے دیکھنے لگے جو دراصل ایک غلط نظریہ پر مبنی تھا۔ یہ بات بالکل واضع ہے کہ ہر وہ شخص جو صوبائی عصبیت اور مذہبی تعصب سے منزہ ہے وہ کسی بھی زبان کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

اردو برصغیر کے اہم زبانوں میں سے ایک زبان ہے جو صرف کسی خاص علاقہ ہی میں محدود نہیں، بلکہ ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ بنگلادیش کے پایۂ تخت ڈھاکہ کے علاوہ ملک کے ہر گوشے میں ابھی تک کم وبیش اردو زبان کا مطالعہ و چرچا جاری ہے۔

واضح رہے کہ سابق مشرقی پاکستان ابھی جو بنگلادیش سے موسوم ہے قدیم زمانہ سے یہ ہندوستان کا ہی ایک اہم جز تھا۔ لہٰذا ہندوستان کی ساری نھضت وحرکت خواہ وہ سیاسی ہو، تہذیبی یا تمدنی ہو یا زبان و مذہب کے تعلق سے ہو اس کا اثر بنگال پر پڑا ہے۔

اردو زبان کی ابتدا کے بارے میں اگر کچھ بیان کرنا پڑا تو یہ کہنا پڑے گا کہ یہ برصغیر کے صوبوں کے مصنفوں اور ادیبوں نے جب اردو زبان کی ابتدا کے متعلق کچھ کہا یا لکھا ہے تو اپنے اپنے صوبوں میں اردو زبان کے رائج ہونے کی بات کہی ہے، جیسا کہ کسی نے اسکی ابتدا پنجاب سے، کسی نے دہلی سے، کسی نے سندھ اور دو آبہ گنگا جمنا سے۔۔۔ لیکن حقیقت دوسری چیز ہے۔ ہم مشہور مصنف وفا راشدی صاحب کی کتاب ''بنگال میں اردو''، سے اقتباس پیش کرتے ہیں:

> ''اردو کو ایک ایسا سرچشمہ تصور فرمائیے جو شمالی ہند کے پہاڑوں سے جاری ہوا، دہلی میں آ کر دریا بنا، اس دریا سے بیسیوں شاخیں نکلیں ایک بنگال کو گئی، ایک بہار کو، ایک اودھ کو اور ایک گجرات کو، یہاں یہ شاخ تمام دکن میں پھیل کر ایک سمندر بن گئی۔ اودھ میں جو شاخ پہنچی اس

کے پانی کو تمام ہندوستان خصوصاً آگرہ اور دہلی کے ادیبوں اور شاعروں نے جمع ہو کر لکھنو میں صاف کیا اور صاف کر کے تمام ملک میں نہریں دوڑا دیں۔

آپ نے دیکھا کہ دریائے دہلی کی شاخیں بیک وقت بنگال، بہار، اودھ، گجرات میں پھیل گئیں یہ اور بات ہے کہ دکن میں اس شاخ نے سمندر کی سی حیثیت اختیار کر لی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بنگال کو بھی اردو کی آماجگاہ ہونے کا شرف اسی وقت سے حاصل ہوا۔

جب اردو کی ابتدا ہوئی اس کی مزید صراحت آگے کیجا ئیگی۔

بہار کے شعرا میں حضرت شرف الدین احمد یحیٰ منیری کا کلام آٹھویں صدی ہجری میں اور اودھ کے کبیر کا نویں صدی میں ملتا ہے۔ تو آٹھویں صدی ہجری میں بنگال کے شعراء مثلاً مخدوم اشرف جہانگیر وغیرہ کا تذکرہ ونمونہ کلام بھی دستیاب ہوتا ہے۔ بنگال کے سلطان حسین شاہ جو بہت بڑا علم دوست، سر پرست اور قدردان زبان وادب تھا، کے زمانے میں اردو اور بنگلہ دونوں ادب نے وہ فروغ پایا کہ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ عربی و فارسی کی بیشمار کتابیں اسی کے زمانے میں اردو میں منتقل ہوئیں۔

ایام حسین شاہ ۹۰۹ھ میں قلنس مصنف برگاؤنی جو اس کا درباری شاعر تھا اور ایک باکمال صاحب علم وفضل، حسین شاہ کی مدح میں کہتا ہے۔

شاہ حسین آے بڑا راجہ چتر سنگھاسن ان کو چھاجا

بہاؤالدین باجن متوفی ۹۱۲ھ اس کا ہم عصر شاعر تھا۔

اس قسم کی اردو دسویں صدی کے شعراء مثلاً شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور بہاؤالدین برمادی کے کلام میں بھی عام ہے۔ شیخ جیون محبوب عالم،

مولانا عبیدی گیارہویں صدی کے مشہور شعراء گذرے ہیں۔ اس زمانے میں نہ صرف پنجاب و دہلی میں بلکہ بنگال، اودھ، بہار اور شمالی و مشرقی صوبے میں عام طور سے اوسط درجہ کی صاف اور شستہ اردو بولی جاتی تھی اور نظم ہوتی تھی'' (بنگال میں اردو، وفا راشدی، مکتبہ اشاعت اردو، حیدرآباد، سندھ، ص ۶۔ع)

تاریخ شاہد ہے کہ بنگال یعنی متحدہ بنگال میں تقریباً ساڑے چھ سو برس تک فارسی سرکاری زبان کی حیثیت سے جاری تھی، لیکن عہد برطانیہ میں فارسی زبان کی جگہ اردو نے لے لی۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ انیسویں صدی کے شروع میں (۱۸۰۱ع) فورٹ ولیم کالج کی تشکیل و تاسیس اور اس کالج کے استادوں کے علاوہ یہاں اردو زبان و ادب کے شاعر و ادیب بھی بہت ایسے پیدا ہوئے جن کی فعالیت و کارناموں کا تذکرہ مختلف کتابوں میں درج ہے۔ اس کالج (فورٹ ولیم) کی ادبی سرگرمی و گرمجوشی کے علاوہ جہاں تک اردو زبان و ادب کا تعلق ہے بنگال کے دوسرے مقامات جیسا کہ مرشد آباد، ڈھاکہ، چاٹگام، سلہٹ، راجشاہی، فرید پور، کُملا (سابق تریپورا) میمن سنگھ، جیسور، ہگلی، مٹیابرج، کھلنا وغیرہ میں اردو کی اشاعت کافی تعداد میں ہوئی تھی جس کے آثار ابھی تک موجود ہیں۔

بیسویں صدی میں آزادی ہندو پاکستان (۱۹۴۷ع) کے قبل بنگال کے ساتھ ہندوستان کے سارے علاقوں کے کافی روابط تھے۔ لیکن آزادی کے بعد ان روابط میں کم و بیش رخنہ پڑ گیا۔ مزید یہ کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان ایک ہی ملک ہونے کی وجہ سے اگرچہ ان دونوں حصوں کے درمیان ارتباط قائم تھا، لیکن حقیقتاً جغرافیائی اعتبار سے دونوں حصوں کے اندر بیشتر از ہزار میل کی مسافت کچھ نہ کچھ محدودیت پیدا کر رہی تھی، دوسری طرف ہندوستان و پاکستان کے درمیان میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جو سیاسی کشمکش چلی آ رہی تھی اس کی بنا پر بھی مشرقی پاکستان (جو فی الحال بنگلادیش کے نام سے معروف ہے) کے ساتھ ہندوستان حتیٰ کے مغربی بنگال سے بھی ربط میں ایک قسم کی گھٹا پڑ گئی۔ بہرحال ۲۴ سال تک تو

پاکستان کی حکومت قائم تھی اور اس دور حکومت میں مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان میں سلسلہ رابطہ قائم تھا جس کی بدولت یہاں اردو کے چرچا کا ایک عام اور سازگار ماحول جاری تھا۔ جو کہنے کی ضرورت بھی نہیں۔ خصوصاً مشرقی پاکستان کے پایہ تخت ڈھاکہ اور چاٹگام، راجشانی، دیناز پور، سلہٹ، سید پور، پاربوتی پور، شانتاہار، کھلنا اور رنگپور میں اہل زبان کی کافی تعداد تھی جن کی اکثریت بہار کے مہاجر تھے، اس کے علاوہ مغربی پاکستان کے بہت سے لوگ ملازمت یا تجارت کے سلسلے میں یہاں آتے جاتے اور رہتے سہتے تھے۔

علاوہ ازیں یہاں مدارس عالیہ اور مدارس درس نظامی میں تعلیم و تعلم اردو سے ہی ہوتی تھی، امتحانات کے سوالات و جوابات اردو میں ہی ہوتے تھے جس کی وجہ سے اصیل البدغال مرد و عورت یعنی بدون امتیاز ہر طبقے کے لوگوں میں زبان اردو کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ کہنا بھی بجا ہوگا کہ بنگال یعنی بنگلادیش میں اردو کے فروغ و اشاعت کا ایک اہم ذریعہ دینی مدارس تھے مگر ان میں سے عالیہ نصاب کے مدرسوں میں فی الحال باقاعدہ اردو کی تعلیم و تعلم نہیں ہوتی ہے، چونکہ بنگلادیش کی آزادی کے بعد سرکاری طور پر ان مدرسوں میں اردو کی جگہ واسطہ درس و تدریس بنگالی زبان مقرر کیا گیا ہے۔ مگر درس نظامی یعنی دیوبند کے سلسلے کے مدارس میں ابھی تک تھوڑا بہت اردو کا چرچا جاری ہے۔ اساتذہ کرام بھی اکثر کلاسوں میں اردو میں ہی درس دیتے ہیں۔ ان مدرسوں میں حکومت کا کوئی اثر کارآمد نہیں۔ کیونکہ یہ سب دینی مدارس ہر قسم کی پابندی سے آزاد ہیں۔ مگر ان سب مدرسوں میں بھی اگلے زمانہ کی طرح اردو کا مطالعہ و چرچا عام نہیں ہے۔ فی الحال اس قسم کے مدارس کی تعداد آٹھ ہزار کے قریب قریب ہے اور ان میں دو سو مدارس اعلیٰ، درجہ کی حیثیت رکھتے ہیں، جس کی انتہائی ڈگری (Degree) کو تکمیل کہا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ ہر قسم کی محدودیت کے باوجود ان مدرسوں سے فارغ التحصیل شاگردوں اور مدرسین اعلیٰ درجہ کے تعلیم وعلوم کی حصول کی غرض سے محدود چند دیوبند، رامپور، سہارن پور، اعظم گڑھ اور علی گڑھ وغیرہ جاتے ہیں اور وہاں سے جب فارغ التحصیل ہو کر

اپنے وطن میں واپس آتے ہیں تو اپنے ساتھ اردو زبان کا ذوق وشوق اور علمی وتحقیقی خزانہ لے کر آتے ہیں۔ بنگلا دیش کے اعلیٰ طبقہ کے لڑکے اور لڑکیاں ابھی بھی حصول تعلیم کیلئے علیگڑھ اور ہندوستان کے دوسری یونیورسٹیوں میں جاتے ہیں۔ انھوں نے بھی ہندی زبان اور اردو زبان، جو تلفظ کے لحاظ سے قریب قریب ہے، سیکھ کر کم از کم اردو اور ہندی زبان کے بول چال سے واقف ہوتے ہیں۔

یہ بات تو صحیح ہے کہ قیام پاکستان کے قبل یا بعد بنگال میں اردو کے خلاف کوئی نفرت کبھی نہیں پائی گئی، لیکن انیس سو باون (۱۹۵۲ء) کی بنگالی زبان کی تحریک اور بے گناہ چند لوگوں کی شہادت کے بعد اردو کی فضا میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہوگئیں اور بنگلا دیش کی آزادی کے بعد بھی وہی حال قائم رہا۔ خدا کا شکر ہے کہ فی الحال اردو زبان کے چرچا کی فضا بالکل سازگار ہے، اگر صحیح معنوں میں کہا جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ زبان اردو کے ساتھ تعلیم یافتہ طبقہ بالخصوص یہاں کے دینی و مذہبی طبقہ کہ محبت و وابستگی اعلیٰ پیمانے پر قائم ہے۔ اردو زبان کے مستقبل کے بارے میں ہم اگرچہ بہت زیادہ پر امید نہیں ہیں مگر یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ آئندہ زمانہ اردو بولنے والوں سے نہیں، بلکہ ان سب غیر متعصب اور اردو دوست بنگلا دیشیوں سے وابستہ ہے جو اب بھی ہزاروں محدودیت کے باوجود حتی الامکان اردو زبان کی نشر واشاعت اور تعلیم وتعلم میں اپنے کو مشغول رکھنے کیلئے کوشاں ہیں۔

بنگلا دیش میں اردو زبان کی ابتدا کے بارے میں تھوڑا بہت ذکر تو ہوا لیکن اسکی ترقی اور عروج کی کوئی انتہا تو نہیں ہے۔ یہ ہر زبان کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ زبان درحقیقت ایک تمدنی اور ثقافتی معدن ہے جو شخص جسقدر کاوش و جدوجہد سے کام لیتا ہے وہ اسقدر مستفیض ہوتا ہے۔

بنگلا دیش میں بہت سے نامور اردو دان اور شاعر و ادیب پیدا ہوئے ہیں۔ جن کی فہرست ہی سے ایک کتابچہ تیار ہوسکتا ہے۔ بنگال یعنی مشرقی بنگال کے نواب عبداللطیف کے نام سے پاکستان و ہندوستان کا ہر پڑھا لکھا آدمی واقف ہے، ان کے بھائی ابو محمد عبدالغفور

خان نساخ کا نام بڑی عزت و وقار سے لیا جاتا ہے۔ آپ بنگلا دیش کے اولین قابل ذکر اردو شاعر اور اردو نثر کے قوی مصنف ہیں۔ وہ مرزا اسداللہ خان غالب کے ہمعصر تھے اور غالب ان کی تحریر کی بیحد تعریف کرتے تھے۔ نساخ کی پیدائش مشرقی بنگال کے ایک ضلع فرید پور میں ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں ہوئی تھی، ڈپٹی مجسٹریٹ کی حیثیت سے نساخ کا تبادلہ بہار اور بنگال کے مختلف مقامات میں ہوتا رہا تھا۔ بہرحال جہاں کہیں بھی گئے شعر و شاعری اور ادبی مجلسوں میں سرگرم رہتے تھے۔ ان کے پہلے دیوان کا نام ''دفتر بے مثال'' ہے متعدد کتابیں انہوں نے لکھیں جن میں زندہ جاوید اور قابل ذکر تذکرہ موسوم بہ ''تذکرہ سخن شعراء'' ہے۔ مثال کے طور پر ان کی شاعری کا نمونہ ذیل میں درج ہے:

تو نے رسوائی مگر نام اسی کا رکھا
میرے باعث جو ہوئی خلق میں شہرت تیری
مر گئے غالب و آزردہ رہا ہے اب تو
ذات نساخ بہت اب ہے غنیمت تیری

نساخ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع تھا جن میں آزاد، شمس، حمید، سرور، طالب، موج، قوس، رام امرتسری، ضیا، مرحبا، مصطفیٰ حیدر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ یہ سب مایہ ناز و فخر اس سرزمین بنگال کے ہیں۔

حکیم حبیب الرحمان بنگلا دیش کے ان ممتاز بزرگوں میں سے ایک تھے جن کی بدولت یہاں کی علمی، ادبی اور ثقافتی دنیا آباد تھی۔ ۱۸۸۰ء میں شہر ڈھاکہ میں آپکی پیدائش ہوئی اور ۱۹۴۷ء میں انتقال فرمایا۔ گرچہ آپ ایک یونانی حکیم تھے، لیکن حقیقت میں وہ ڈھاکہ کے پادشاہ تھے۔ ایک اعلیٰ درجہ کے حکیم ہونے کے ساتھ ساتھ انھوں نے اردو زبان کی اشاعت و فروغ کیلئے جو خدمات انجام دی ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان کا ثلاثہ غسالہ جو چالیس سال کی عرق ریزی کا ثمر ہے یہاں کے دانشور طبقہ سے پوشیدہ نہیں، علاوہ از این ''ڈھاکہ پچاس برس پہلے'' اور ''آسودگان ڈھاکہ'' حکیم حبیب الرحمان صاحب کی دو نادر

تصانیف ہیں دوسری زبانوں سے اردو میں کتاب ترجمہ کی اچھی خاصی مہارت بھی ان کو حاصل تھی۔ جیسا کہ مولوی عبدالکریم خاکی کی فارسی کتاب ''رموز اخلاق'' کا اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ اسکے علاوہ دو چیزیں حکیم صاحب کی بڑی یادگار ہیں۔ ایک انجمن اردو مشرقی بنگال اور طبیہ حبیبہ کالج ڈھاکہ یہ دونوں ان کے قائم کردہ ہیں۔

بہر حال ہم نے انیسویں صدی اور بیسویں صدی کے دو ایک اردو دان بزرگوں کا ذکر خیر اس لیے کیا ہے تاکہ صوبہ بنگلا یعنی بنگلا دیش کے باہر کے ہمارے اہل زبان بھائیوں اور بہنوں کو یہ پتہ چلے کہ یہ خطہء زمین کس قدر زرخیز ہے اور کتنے نامور ادیبوں کو جنم دیا ہے۔

ڈھاکہ یونیورسٹی سال ابتداء سے ہی زبان اردو کا ایک مرکز بنا رہا ہے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کی شہرت کے بارے میں برصغیر کے ہر دانش مندو تعلیم یافتہ لوگ واقف ہیں۔ ۱۹۲۱ع میں جب یہ یونیورسٹی قائم ہوئی تھی شعبہ اردو بھی ابتدا ہی سے جاری تھا اور اس یونیورسٹی کے شعبہ اردو سے جو فارغ ہوئے ہیں ان کی تعداد بھی بیشمار ہے۔

ایک زمانہ تھا کے یہاں استاد کی حیثیت سے جو حضرت فائز تھے وہ پورے برصغیر میں پہنچانے جاتے تھے۔ ان میں سے ڈاکٹر براہ، پروفیسر عندلیب شادانی، ڈاکٹر آفتاب احمد صدیقی، ڈاکٹر معیز الدین، ڈاکٹر حنیف فوق، ڈاکٹر جعفر الہدی، ڈاکٹر صدر الحق، ڈاکٹر فیض احمد چودہری، رستم علی دیوان وغیرہ کی خدمات قابل تحسین ہیں۔

بنگلا دیش میں خاص طور پر زبان اردو کو فروغ دینے کیلئے جو اساتذہ کرام اور دانشور لوگ ابھی تک کوشش کرتے ہیں ان میں سے پروفیسر محمد عبداللہ کے نام سے ہر کوئی واقف ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۱ اپریل ۱۹۳۲ع میں ہوئی۔ وہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی و اردو کے استادوں میں سے ہیں۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ اردو اور بنگالی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں. اردو زبان میں آپ کی لکھی ہوئی کتاب موسوم بہ ''اقبال اور ٹیگور''، ''نذر الاسلام'' اور بنگلا زبان میں ''مغربی بنگال میں فارسی ادب''، ڈھاکہ کے

چند (اردو دان) مسلمان دانشور'' بہت مشہور کتب ہیں۔ علاوہ از این ڈاکٹر محمد عبداللہ اپنی گران بہا علمی خدمات کیلئے حکومت کی طرف سے ایک میڈل طلائی (Gold medal) بھی ان کو مل چکا ہے۔

ڈاکٹر محمد کلیم جو بیشتر معروف بنام ''کلیم سہسرامی'' حلقہ علم و دانش میں ایک زبردست شخصیت ہیں۔ سال ۱۹۳۰ع سہسرام میں پیدا ہوئے۔ اپ راجشاہی یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں مدت دراز تک ایک نامور استاد کی حیثیت سے پڑھاتے تھے، فی الحال گرچہ ریٹائرڈ ہو گئے مگر ہمیشہ درس و تدریس اور تحقیق و تفتیش میں غرق ہیں۔ بہت سے کتابیں لکھیں ہیں جو حسب ذیل ہے:۔

''ماثر بنگال''، ''غالب شناسی در بنگال''، بنگالی نژاد شعرای اردو''، ''ادب و احتساب'' وغیرہ۔ اسکے علاوہ انھوں نے فارسی میں ایک بڑی کتاب بھی لکھی، جو موسوم بہ ''خدمت گزاران فارسی در بنگلا دیش'' یہ کتاب، بہر حال فارسی دان طبقہ میں بیحد مقبول ہوئی۔ وہ شاعر بھی ہیں۔

ڈاکٹر کلثوم ابوالبشر ان خواتین میں سے ہیں جو مدت دراز سے ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی و اردو میں استاد کی حیثیت سے وابستہ ہیں۔ سال ۱۹۴۷ع بمبئی، ہندوستان میں پیدا ہوئیں۔ لیکن ان کا آبائی وطن بنگلا دیش ہے۔ انھوں نے ڈاکٹر عندلیب شادانی کی حیات اور کارنامے پر Ph.D کی ہے۔ ان کی تصنیفات میں سے ''آسان اردو، ''گلشن فارسی''، مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے بہت سے مقالات مختلف مجلّہ و جریدہ میں شایع ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر ام سلمٰی بنگلا دیش کے ایک مشہور ضلع کملا میں ۱۹۴۷ع میں پیدا ہوئیں۔ آپ فی الحال ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی و اردو کے استادوں میں سے ہیں۔ آپ نے ''بنگلا دیش کے فارسی اور اردو ادب میں تاریخی ماخذ (انیسویں صدی)'' پر Ph.D کر لی۔ اس کے علاوہ آپ کے بہت سے تحقیقی مقالے مختلف جرنالوں میں شایع ہوئے

ہیں. ان میں سے عبدالغفور نساخ کی شاعری، ثلاثہ غسالہ (حصہ اردو پر ایک نظر) بہت مشہور ہیں۔

ڈاکٹر کنیز بتول کی پیدائش ۱۹۵۱ع میں ہوئی۔ وہ ڈھاکہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اسی یونیورسٹی کے شعبہ فارسی و اردو میں معلّمہ کی حیثیت سے فائز ہوئیں۔ فی الحال اسی یونیورسٹی کے شعبہ فارسی و اردو کے استادوں میں سے بھی ہیں۔ آپ نے ''بنگلادیش میں اردو ادب (۱۹۴۸ تا ۱۹۹۰ع)'' پر Ph.D کرلی۔ ان کی مشہور کتاب موسوم بہ ''اردو زبان میں قاضی نذر الاسلام (شاعر ملی) چرچا'' ایک اعلیٰ پیمانہ کی کتاب ہے۔

زینت آرا شیرازی (متولد ۱۹۴۷ع) ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی و اردو استادوں میں سے ہیں۔ وہ درج ذیل کے موضوع پر ابھی Ph.D کررہی ہیں: ''ڈھاکہ کی فرقہ شیعہ کی ثقافت اور اردو و فارسی ادب پر ان کی اثرات''۔

ڈاکٹر جعفر احمد بھویاں ۱۹۶۹ء بنگلادیش کے مشہور ضلع نواخالی میں جنم لیا۔ فی الحال وہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی و اردو کے چیئرمین ہیں. آپ نے ''احسن احمد اشک''، جوکہ بنگلادیش کے ایک مشہور اردودان شخصیت تھے ان کے حیات و کارنامے'' پر Ph.D کرلی ہے۔ اس کی تصنیف کی ہوئی کتاب کا نام ''ادبیات اردو میں بنگلادیشیوں کی خدمات'' ہے۔

فی الحال بنگلادیش میں اردو ادب وصحافت میں جو لوگ بیشتر سرگرمی رکھتے ہیں ان میں سے جلال عظیم آبادی کا نام قابل ذکر ہے۔ ان کا اصل نام سید جلال الدین احمد ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۵۲ع ڈھاکہ میں ہوئی۔ بی ایس سی (آنرس) پاس کیا اور آپکا ذاتی پیشہ تجارت ہے۔ ادبی مشغلہ غزل گوئی، افسانہ نگاری اور مضمون نگاری وغیرہ ہے۔ آپ ''سہ ماہی ادب''، ڈھاکہ کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ واضح رہے کہ سہ ماہی ادب ڈھاکہ اکتوبر ۱۹۹۹ع کو پہلی بار منظر عام پر آیا اور بدستور جاری ہے۔ نمونہ کے طور پر آپ کی ایک نظم (بنگلادیش) سے چند مصرع حسب ذیل درج ہیں:۔

میں ایسے دیش میں رہتا ہوں جس کا ڈھنگ انوکھا ہے
یہ جنت کی زمین ہے یا میری آنکھوں کا دھوکہ ہے
ہوائیں سر سراتی ہیں کہ گویا گنگناتی ہیں
فضائیں کیف کی مستی میں آکر جھوم جاتی ہیں
پس اس دھرتی کی ندیوں کو بھی گاتے گیت دیکھا ہے
یہ جنت کی زمیں ہے یا میری آنکھوں کا دھوکہ ہے

اسی طرح ڈاکٹر شمیم خان، عبداللطیف، حسین احمد کمالی (راجشاہی یونیورسٹی) زین العابدین، محمود الاسلام، مولانا عبدالرشید اور امین الاسلام وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں جو زبان اردو کو بنگلادیش میں فروغ دینے کیلئے ان تھک کوشش کررہے ہیں۔

ہمیں توقع ہے کہ روز بروز سرزمین بنگال میں اردو زبان کا چرچا اسی طرح پھیلتا رہے گا۔

کتابیات وحوالہ جات:

۱۔ بنگال میں اردو، وفا راشدی، مکتبہ اشاعت اردو، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۵۵ء۔

۲۔ مشرقی بنگال میں اردو، سید اقبال عظیم، مشرقی کوآپریٹو پبلیکشنز، ڈھاکہ ۱۹۵۴ء۔

۳۔ تاریخ ادبیات اردو (بنگلا زبان میں)، منیر الدین یوسف، بنگلا آکادمی، ڈھاکہ، ۱۹۶۸ء۔

۴۔ ڈھاکہ شہر میں اردو فارسی کا چرچا (بنگلا زبان میں)، کنیز بتول
Centre for Advanced Research in Humanities, Dhaka University, Bangladesh, 1889.

۵۔ زبان اردو کا منبع و رشد و تکامل، نعم البشیر، مجلّہ ماہ نو (بنگلا زبان میں)، مشرقی پاکستان (بنگلادیش)، جنوری، ۱۹۴۹ء۔

۶۔ ادبیات اردو کا دورہ اول، نعم البشیر، مجلّہ ماہ نو (بنگلا زبان میں)، مشرقی پاکستان (بنگلادیش)، فروری، ۱۹۶۹ء۔

۷۔ اشعار اردو کا دورہ متوسط، نعم البشیر، مجلّہ ماہ نو (بنگلا زبان میں)، مشرقی پاکستان (بنگلا دیش)، مارس، ۱۹۶۹ء۔

۸۔ یادگار، هفتاد و پنجمین سال تاسیس بخش فارسی و اردو در دانشگاہ داکا، بنگلا دیش، ۱۹۹۶ء۔

۹۔ ڈاکٹر عندلیب شادانی (حیات اور کارنامے)، ڈاکٹر کلثوم ابو البشر، راجا پبلیکیشنز ڈھاکہ، بنگلا دیش، ۱۹۹۲ء۔

۱۰۔ ادبیات اردو میں بنگلا دیشیوں کی خدمات (بنگلا زبان میں) ڈاکٹر جعفر احمد بھویاں، کامیاب پبلیکشنز، ڈھاکہ، ۲۰۰۲ء۔

۱۱۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے شعبہ اردو و فارسی کی ادبیات اردو و فارسی کی خدمات، ابوالہاشم، شعبہ فارسی و اردو، ڈھاکہ یونیورسٹی، بنگلا دیش، ۲۰۰۲ء۔

۱۲۔ خدمت گزاران؛ فارسی در بنگلا دیش (فارسی زبان میں)، ڈاکٹر محمد کلیم سہسرامی، رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، بنگلا دیش، ۱۹۹۹ء۔

۱۳۔ مغربی بنگال میں فارسی ادب (بنگلا زبان میں)، ڈاکٹر محمد عبداللہ، رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران، بنگلا دیش، ۱۹۹۴ء۔

۱۴۔ ماثر بنگال، ڈاکٹر کلیم سہسرامی، دارالادب پبلیشر، پٹنہ، ۱۹۹۳ء۔

۱۵۔ ڈھاکہ کے چند مسلم دانشمند (بنگلا زبان میں)، ڈاکٹر محمد عبداللہ، اسلامک فاؤنڈیشن، بنگلا دیش، ۱۹۹۱ء۔

☆☆☆